زہد کے بنیادی اصول، امام خمینی کی نظر میں

مؤلف: فاطمہ سادات رضوی
مترجم: مولانا محمد رضا خان

زہد کے بنیادی اصولوں کی شناخت اس مقولہ کی تفسیر و تبیین میں بہت اہم ہے۔ ان اصولوں کی غلط تفسیر کی وجہ سے افراط و تفریط کی صورت پیدا ہوتی ہے جس سے فردی و سماجی پریشانیاں سامنے آتی ہیں لہٰذا زہد کی صحیح اور معتدل تعریف کے لئے اس کے اصول کا بیان بہت ضروری ہے۔ زہد حکمت عملی کی ایک شاخ ہے جو عرفان، حکمت اور اخلاقی مضامین کے دائرہ میں آنے کے باوجود ہر زمانہ میں افراط و تفریط کی زد میں رہا ہے۔

زہد کا معنی و مفہوم: لغوی اعتبار سے زہد کا مطلب ہے کسی شئے کو ترک کرنا یا اس سے منہ موڑنا یا اس کے تئیں بے رغبتی ظاہر کرنا۔ یہ لفظ حقیر و کمتر سمجھنے کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ امام خمینی زہد کے اصطلاحی معنی کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

> "اگر زہد کو آخرت کے حصول کے لئے ترک دنیا کے معنی میں لیتے ہیں تو اس کا شمار جوارحی اعمال میں ہوگا اور اگر دنیا کے تئیں بے رغبتی اور بے توجہی مراد ہو جس کا التزام ترک دنیا ہو تو جوانحی اعمال میں شمار ہوگا۔"[۱]

امام خمینی زہد کے لغوی اور اصطلاحی معنی کو ذہن میں رکھتے ہوئے اور قلبی و عملی زہد کے مابین تعلق کو واضح کرنے کے لئے تین باتوں کو پیش کرتے ہیں:

"پہلے یہ کہ بے توجہی یا عدم رغبت اس کو ترک کرنے کے ساتھ ہو، دوسرے یہ

۱۔ خمینی، روح اللہ، شرح حدیث جنود عقل و جہل، ص ۲۹۴

دنیا کو چھوڑنا بے توجہی یا عدم رغبت کی وجہ سے ہو، تیسرے یہ کہ زہد سے مراد دنیا سے مطلق بے توجہی ہو چاہے عملی طور پر دنیا سے منہ موڑے یا نہ موڑے۔"[۱]

آپ کا ماننا ہے کہ اہل لغت کے نص کے مطابق زہد رغبت کے خلاف ہے۔آپ تحریر کرتے ہیں:

" کسی شیئے میں رغبت رکھنا میل نفسانی ہے نہ کہ عمل خارجی، اگرچہ رغبت ہمیشہ عمل کے ساتھ نہیں ہے لیکن بہرحال رغبت ہی سے عمل حاصل ہوتا ہے لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ زہد بے توجہی اور عدم رغبت سے عبارت ہے جس کے ہمراہ ترک و اعراض بھی ہوتا ہے اگرچہ یہ التزام لازمی نہیں ہے۔"[۲]

اگر بے توجہی اور عدم رغبت جو کہ صفات نفسانیہ میں سے ہے، نفس کا ملکہ ہو جائے تو ترک اور اعراض کے ہمراہ ہوگا۔ امام خمینی فرماتے ہیں کہ سالک کے دل میں ایک طرح کی بے توجہی اور بے اعتنائی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ دنیاوی زخارف کی طرف توجہ ہی نہیں دیتا اور پھر اسے کسی شیئے کے فوت ہو جانے کا غم نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی چیز کے حصول سے خوشی ہوتی ہے۔

بہ طور خلاصہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ زہد کے دو پہلو ہوتے ہیں: جوانحی اور جوارحی یعنی قلبی اور عملی۔ اس کا اندرونی پہلو اس کے بیرونی پہلو کو تقویت پہنچاتا ہے یعنی اندرونی بے توجہی اور عدم رغبت کی وجہ سے وہ دنیا کو ترک کرتا ہے۔

امام خمینی کی نگاہ میں زہد سالک کا مقصود بالذات نہیں ہے کیونکہ زہد کلید خیرات اور مفتاح باب سعادت ہے۔آپ کی نگاہ میں معرفت اصل ہے جو زہد کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ انسان کا گوہر وجودی جو اس کی خالص فطرت ہے سوائے حب حق تعالی سے جو کہ کمال مطلق ہے، خالص نہیں ہوتا اور غیر کی محبت سے انسان کے دل کو زنگ لگ جاتا ہے اور حقیقت کماحقہ اس میں نمایاں نہیں ہو پاتی۔اسی وجہ سے جب تک انسان حیوان کی منزل میں ہوگا، اسے ایمان کی شیرینی محسوس نہیں ہوگی۔ زہد دل سے غیروں کے تعلق کو ختم کر دیتا ہے اور کمال مطلق کے حصول کا مقدمہ شمار ہوتا

۱۔ شرح حدیث جنود عقل و جہل، ص ۲۹۴

۲۔ ایضاً، ص ۲۹۴

ہے۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں:

حرام علی قلوبکم ان تعرف حلاوة الایمان حتی تزهد فی الدنیا۔ ترجمہ: تمہارے دلوں میں حلاوت ایمان داخل نہیں ہو سکتی مگر یہ کہ تم زہد اختیار کرو۔[1]

اسی طرح آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:

من زهد فی الدنیا اثبت الله الحکمة فی قلبه و انطق بها لسانه و بصره عیوب الدنیا داءها و دواءها و اخرجه من الدنیا سالماً الی دار السلام۔ ترجمہ: جو شخص دنیا میں زہد پیشہ کرے گا اللہ تعالی اس کے دل میں علم و حکمت قرار دے گا اور اس کی اخلاقی بیماریوں کا علاج اسے بتادے گا اور جب وہ اس دنیا سے جائیگا تو سکون و آرام کی جگہ پہنچ جائے گا۔[2]

امام خمینی اس حدیث کی شرح میں زہد کے ذریعہ سلامت مطلقہ کے حصول کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

"دنیا سے منہ موڑنے اور زہد اختیار کرنے سے نور حکمت دل میں پیدا ہوتا ہے جو کہ طریق سعادت اور مقام کمال کے حصول کا ذریعہ ہے اور دل سے زبان پر آتا ہے۔ جب تک حب دنیا دل میں موجود ہے، تب تک اس کے عیب حُسن اور اس کی برائیاں اچھائی نظر آئیں گی۔ اللہ تعالی دنیا کے عیوب کو اسی وقت ہم پر ظاہر کرے گا جب ہم اپنے دل کو محبت دنیا سے خالی کرلیں اور اس سے منہ موڑلیں۔ جب یہ حجاب ختم ہو جائے گا تو سارے عیوب اور برائیاں جو حسین و خوبصورت نظر آرہے تھے، ہم پر عیاں ہو جائیں گے۔ اور جب انسان درد اور اس کے علاج کو پہچان لے گا تو سلوک کا راستہ اس پر ظاہر ہو جائے گا اور طریق اصلاح اس پر آسان ہو جائے گا۔ اگر حقیقی زہد انسان پر طاری ہو جائے تو وہ صحیح و سلامت اس دنیا کی طرف کوچ کر جائیگا کیونکہ سارے عیوب تعلقات کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور چونکہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا لہٰذا مطلق سلامتی حاصل ہو جائے گی۔[3]

۱۔ الحر العاملی، محمد بن الحسن، وسائل الشیعہ (جلد ۱۱)، باب ۶۲، از ابواب جہاد النفس، ص ۳۱۲، حدیث ۵

۲۔ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی (جلد ۳)، باب ذم الدنیا والزہد فیہا، ص ۱۹۳، حدیث ۱

۳۔ شرح حدیث جنود عقل و جہل، ص ۳۰۷-۳۰۸

زہد اور دنیا:

دنیا کی صحیح شناخت کے ذریعہ ہم حقیقی زہد تک پہنچ سکتے ہیں کیونکہ دنیا آخرت کا راستہ ہے اور انسان کو مجبوراً اس میں رہنا پڑے گا اور اس میں رہتے ہوئے اس کو ترک نہیں کیا جا سکتا لہٰذا حقیقی زہد اور ترک دنیا کے مابین تعلق کو سمجھنے کے لئے دو چیزوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے:

دنیا اور عمل: امام خمینی کے نظریہ کے مطابق جو کہ دینی متون سے ماخوذ نظریہ ہے، دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور اس دنیا میں انجام دیا گیا ہر عمل محبوب حقیقی سے تقرب یا اس سے دوری کا سبب بن سکتا ہے[1]۔ آپ کی نظر میں اس دنیا میں انسان جو زندگی بسر کرتا ہے وہ ظاہری پل صراط ہے اور آخرت میں جو پل صراط ہے وہ باطنی ہے۔ آپ کا ماننا ہے کہ انسان کا جنت یا جہنم میں جانا دنیاوی صراط پر اس کے چلنے کی کیفیت پر موقوف ہے اور چونکہ اس دنیا میں حق کا راستہ باریک اور تیز دھار ہے جس سے تھوڑا سا انحراف انسان کی گمراہی کا باعث ہو سکتا ہے لہٰذا آخرت میں باطنی صراط کو بھی اسی اوصاف سے بیان کیا گیا ہے۔ روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ آخرت میں پل صراط جہنم کے درمیان سے گزرے گا۔ امام خمینی اس بارے میں تحریر کرتے ہیں:

> ”دنیا ومافیہا جہنم ہے جس کا باطن سفر کے آخری مرحلے میں ظاہر ہوگا اور ماورائے دنیا کا ہر مرحلہ بہشت ہے جس کا باطن دنیا سے اور مادیات سے نکلنے پر ظاہر ہوگا۔ ہم آپ سب لوگ یا جہنم کی گہرائیوں کی طرف بڑھ رہے ہیں یا بہشت اور اعلی علیین کی جانب رواں دواں ہیں۔ ہم سب کے سب صراط مستقیم پر ہیں اور صراط، جہنم کے بیچ سے ہو کر نکلتا ہے جس کا باطن اس دنیا میں ظاہر ہوگا۔ اس دنیا میں ہر انسان کا اپنا مخصوص صراط ہے جس پر وہ گامزن ہے۔ یا تو وہ صراط مستقیم پر گامزن ہے جو بہشت تک جاتا ہے اور اس سے آگے، یا صراط سے منحرف ہے چاہے داہنی سمت ہو یا بائیں جانب ہو دونوں جہنم تک پہنچائے گا۔“[2]

دنیا حق تک پہنچنے کے لئے حجاب: دنیا سے رغبت ایک حجاب ہے جو انسان کو حق تک پہنچنے نہیں دیتی۔ امام خمینیؒ حق تک پہنچنے سے روکنے والی چیزوں اور حجابات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ خمینی، روح اللہ، صحیفہ امام (جلد ۱۶)، ص ۲۲۳

۲۔ صحیفہ امام (جلد ۱۸)، ص ۴۴۸۔۴۴۹

"ہر اس چیز سے دلبستگی جو غیر حق ہے، سلوک الی اللہ کے راستے میں کانٹا ہے، لہٰذا جو سالک الی اللہ ہے، اسے چاہئے کہ اس کانٹے کو شرعی ریاضت کے ذریعہ ہٹائے۔ اگر کوئی شخص غیر حق سے چاہت ودلبستگی رکھے گا اور بطن وفرج کی شہوات کی پیروی کرے گا تو کمالات روحانی کی بلندی اور جمیل کے جمال تک پہنچنااس کے لئے ممکن نہیں ہوسکتا۔ تمام حجابات ایک معنی میں انسان ہی کی طرف بازگشت کرتے ہیں اور ان کا منبع خود انسان ہے"۔[۱]

امام خمینی کا عقیدہ ہے کہ ہر وہ چیز دنیا ہے جو انسان کو حق تعالیٰ سے دور کرکے اپنے میں مشغول کرلے[۲] لیکن لازمی طور پر اسے عالم ملک میں قرار نہیں دیتے اور اسے اس دنیا کا لازمہ نہیں مانتے اس کے باوجود کہ اس دنیا کے زیادہ تر مظاہر عالم ملک میں محقق ہوتے ہیں اور دنیا کو اس سے نسبت دیتے ہیں، لہٰذا آپ آگے تحریر فرماتے ہیں:

"جس چیز کی مخالفت کی جاتی ہے اور تمام بدبختیوں کی اساس وبنیاد ہے نیز تمام ہلاکتوں اور تمام خطاؤں اور خطاکاریوں کی بنیاد ہے وہ حب دنیا ہے جو کہ حب نفس کا نتیجہ ہے۔ عالم ملک قابل مذمت نہیں ہے، وہ تو مظہر حق اور اس کے مقام ربوبیت کا مظہر ہے، اللہ کے ملائکہ کے نزول کی جگہ ہے، انبیاء واولیاء کی تربیت کی جگہ اور ان کے سجدہ کرنے کا مقام ہے، عالم ملک صلحاء کے عبادت کی جگہ ہے اور محبوب حقیقی کے چاہنے والوں کے قلوب پر حق کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے اور اگر عالم ملک کی محبت، حب خدا کی وجہ سے ہو تو مطلوب بھی ہے اور موجب کمال بھی لیکن اگر اس کی محبت کا سرچشمہ حب نفس ہو تو تمام خطاؤں کی بنیاد ہے، لہٰذا دنیائے مذموم خود تیرے وجود میں ہے، صاحب دل کے علاوہ دوسروں سے الفت اور ہمبستگی سقوط کا سبب ہے۔ خدا کی مخالفت اور معصیت کا ارتکاب، اپنی ذات سے محبت کا نتیجہ ہے جس سے دنیا کی محبت اور اسی طرح مقام ودرجہ

۱۔ شرح حدیث جنود عقل وجہل، ص ۳۰۲
۲۔ ایضاً، ص ۳۰۰

سے محبت، جاہ طلبی اور مال ومنال سے محبت پیدا ہوتی ہے۔"[۱]

اسی بناپر زہد و تقویٰ کے معرفتی سرچشمہ کی حیثیت سے دنیاکے بارے میں یہ کہنا چاہئے کہ: چونکہ دنیا اعمال کی کھیتی کی جگہ ہے جس کا نتیجہ آخرت میں نظر آئے گا، اور اس دنیا میں ہمارے اعمال کی وجہ سے آخرت کے امور مضبوط ہونگے لہٰذا دنیا ایسی حقیقت ہے جس سے گریز ممکن نہیں ہے بلکہ دنیاوی زندگی کے لئے توجہ اور کوشش کی ضرورت ہے تاکہ اس کے رخ کو خدا کی طرف موڑا جاسکے اور اس طرح آخرت کے لئے سرمایہ اکٹھا کیا جائے۔

امام خمینی کی نظر میں اس دنیاکے مقدرات سے تعلق رکھنا نہ صرف باعث تنقید ومذمت نہیں ہے بلکہ اگر حب خدا کی بنیاد پر ہو تو قابل تعریف بھی ہے لیکن یہ تعلق اگر حب نفس کا نتیجہ ہواور اس کی وجہ سے انسان کا جھکاؤ غیر خدا کی طرف ہو جائے تو یہ قابل مذمت بھی ہے اور تمام خطاؤں اور گناہوں کی بنیاد بھی ہے۔ اسی لئے دنیا سے جوانحی اور جوارحی اعراض یعنی قلبی اور عملی طور پر دنیا سے منہ موڑنے کو زہد و تقویٰ کا نام دیا گیا ہے کیونکہ اس نظریہ کے مطابق حقیقی زہد و تقویٰ ایسے امور سے منہ موڑنا ہے جو غیر حق کی طرف توجہ اور خاص کر حب نفس کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور زخارف دنیا اس کا سب سے ادنی مصداق ہے۔

اس تعریف سے یہ تصور بھی باطل ہو جاتا ہے کہ زہد گوشہ نشینی اختیار کرنے اور مخلوق خدا سے دوری اور دنیاوی وسائل سے منہ موڑنے کو کہتے ہیں۔اس تعریف سے انسان کو جمود سے رہائی ملتی ہے اور انسان کے فردی اور اجتماعی مناسبات اور تعلقات آسان ہو جاتے ہیں۔

امام خمینی کی نظر میں دنیا ومافیہا دو دھاری شمشیر کے مانند ہے۔ اگر انسان نفسانی خواہشات کی پیروی کرے گا تو دنیا اس کو مطلوب حقیقی سے دور کردے گی لیکن اگر اپنے جامع وجود اور خداوند عالم سے انس ومحبت کی قابلیت کو نظر میں رکھتے ہوئے، قدم آگے بڑھائے گا تو دنیا خود اس کی جانب آئے گی اور اسے اس کے بلند مقاصد تک پہنچنے میں مدد کرے گی۔

۱۔ صحیفہ امام (جلد ۱۶)، ص ۲۱۴

امام محمد باقرؑ اس بارے میں فرماتے ہیں:

"خداوند عالم فرماتا ہے: قسم ہے میری عزت، جلال، عظمت، کبریائی اور بلند مرتبہ کی کہ کوئی بندہ میری خواہش کے اوپر اپنی خواہش کو اختیار نہیں کرتا مگر یہ کہ میں اس کے کاموں کو متفرق کر دیتا ہوں اور اس کی دنیا کو درہم وبرہم کر دیتا ہوں اور اس کے دل کو دنیا میں مشغول کر دیتا ہوں اور اسے اس کے مقدر کے سوائے اس دنیا سے کچھ نہیں دیتا اور قسم ہے میری عزت وجلال کی، عظمت ونور وبزرگی وبلندی مکان ومرتبہ کی کہ کوئی بندہ اختیار نہیں کرتا میری خواہش کو اپنی خواہش کے اوپر مگر یہ کہ ملائکہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور زمین وآسمان اس کی روزی روٹی کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور میں اس کی تجارت کے پیچھے رہتا ہوں (یعنی میں اس کی جگہ تجارت کرتا ہوں اور اس کی روزی پہنچاتا ہوں) اور دنیا اس کے پاس اس طرح آتی ہے کہ اس کے قدموں میں ذلت کے ساتھ پڑی رہتی (یعنی وہ دل سے دنیا کو نکالتا رہتا ہے پھر بھی دنیا اس کے پاس آتی رہتی ہے اور ذلیل وخوار ہوتی رہتی ہے)۔"[۱]

بنابریں اگر اللہ تعالی کی حقیقی معرفت حاصل نہیں کریں گے نیز اپنے آپ کو نہیں پہچانیں گے تو یہ دنیا نہ صرف یہ کہ ہمارے لئے خیر کا سبب نہیں ہے بلکہ ہماری گمراہی کا باعث بھی ہے لیکن اگر ہم اللہ تعالی کی صحیح معرفت حاصل کرنے کے بعد امور دنیا کو انجام دیں گے تو یہ ایک عمل صالح ہے اور ایک ایسا عمل سمجھا جائے گا جو خوبیوں سے بھرا ہوا ہے۔ بہ طور خلاصہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ زہد ہر اس چیز سے دوری اختیار کرنے کو کہتے ہیں جو انسان کو حق تعالی سے دور کرکے اپنے آپ میں مشغول کردے۔

انسان اور زہد:

زہد کی صحیح شناخت کے لئے انسان کی شناخت بھی بہت ضروری ہے کیونکہ انسان تمام اخلاقی، فلسفی اور عرفانی مسائل میں مرکزی حیثیت کا مالک ہے لہٰذا انسان کے وجودی ڈھانچے کی پہچان، اس کی قابلیت اور اس کے افعال وکردار اور اس کے جامع وجود کی پہچان زہد کی تعریف میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ اس

۱۔ خمینی، روح اللہ، شرح چہل حدیث، ص ۱۷۱ و ۱۷۰

نظر سے چند اہم زاویوں سے زہد کی وضاحت کی جا سکتی ہے:

الف: انسان کی ملکی اور ملکوتی جامعیت کو نظر میں رکھتے ہوئے زہد کی تحلیل وتوضیح

ب: فطرت کی صحیح معرفت کے معیار پر زہد کی وضاحت

ج: انسان کے فردی اور سماجی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے زہد کی وضاحت

انسانی وجود کے دو پہلو اور زہد: انسان کے ملکی وملکوتی وجود کی حیثیت کو نظر میں رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کا ظاہری وجود باطن کا عکاس ہے اور باطنی وجود اخلاق وافعال وملکات کا سرچشمہ ہے۔ انسانی وجود کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک حصہ میں خداخواہی اور کمال کی جانب گامزن ہونے کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور دوسرا حصہ حیوانی قوتوں کی پرورش کر سکتا ہے۔

انسانی وجود کے ان دونوں حصوں کی صحیح معرفت حاصل کرکے ہم اپنی زندگی میں خطا ولغزش سے دور رہ سکتے ہیں اور اس کے وجود سے ہمآہنگ امور کی طلب میں زیادہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس راستے پر چلنے کے لئے ایسے دستور العمل کی ضرورت ہے جو نہ اس کے ملکی وجود سے ٹکراتا ہو اور نہ ہی اسے کمال مطلوب تک پہنچنے اور ملکوتی حدود میں داخل ہونے سے روکے۔ اب اس مقام پر زہد کی ایسی تفسیر ہونی چاہئے جو نہ تو انسان کو منحرف کرکے رہبانیت کی طرف لے جائے جس سے وہ اپنی خاکی حقیقت سے لڑنے پر مجبور ہو جائے اور نہ ہی اتنا دنیاوی امور میں مشغول کردے کہ وہ روحانی کمال کے حصول میں ناکام ہو جائے۔

انسان ایسا موجود ہے جس کے دو پہلو ہیں۔ ایک طرف جہاں ولادت کے وقت اس کے اندر حیوانیت بالفعل موجود ہوتی ہے وہیں دوسری طرف انسانی کمالات حاصل کرنے کی طاقت بھی اس کے اندر فطری طور پر موجود ہے اور یہی طاقت اسے دوسرے حیوانات سے متمایز کرتی ہے لیکن جب تک یہ طاقت فعلیت کی منزل تک نہیں پہنچتی، انسانیت کا معیار نہیں بن سکتی۔

انسان چونکہ جسمانیۃ الحدوث ہے لہٰذا پیدائش سے ہی اپنی حیوانی قوتوں اور شہوتوں کے ساتھ آگے بڑھتا ہے اور جب تک عالم مادہ میں زندگی بسر کرتا ہے، یہاں تک کہ طبیعی موت کے ذریعہ بدن اور اس کے لوازمات کو ترک کرکے عالم مجردات تک پہنچتا ہے، اس لمحے تک انسان اپنے وجود کے اس پہلو کے ساتھ اور اس کی ملازمت میں رہتا ہے۔ انسان اپنے خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہوئے اپنی حیوانیت میں زیادتی لا سکتا ہے اور اپنے تینوں شعبوں، عقل، خیال اور حس میں نور ایمان ونور فطرت کو خاموش

کرکے اپنے مقام و منزلت کو حیوانیت سے بھی نیچے پہنچا سکتا ہے اور آخر کار حق کا سامنا کئے بغیر اس دنیا سے ہجرت کر سکتا ہے۔ وہیں دوسری طرف بالقوت قابلیت کی وجہ سے انسان کمال کی بلندیوں کو طے کر سکتا ہے اور یہ بلندی عقل و شریعت کی پیروی کے تناسب سے اور اولیاء الٰہی وانبیاء عظام کی تربیت کے تحت ممکن ہے۔[1]

امام خمینی نے انسانی وجود کے ان دونوں پہلوؤں کو (رذائل وفضائل) لشکر رحمانی اور لشکر شیطانی کے عنوان سے یاد کیا ہے اور تاکید کی ہے کہ اس موضوع پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہر وہ چیز جو عالم ملک میں ظاہر ہوتی ہے وہ اسی کا نتیجہ ہے اور اسی کی وجہ سے انسان کی سعادت و شقاوت ظاہر ہوتی ہے۔

انسان کے اندر دو قوتیں پائی جاتی ہیں۔انسان کا وہم وغضب اور شہوت، عقل کی مدد سے جو کہ جنود رحمانی میں سے ہے،اسے بہشت کی طرف لے جاتے ہیں لیکن یہی قوتیں جس وقت وہم مطلق کی سرپرستی میں رہتی ہیں تو سرکش و باغی ہو جاتی ہیں اور شیطانی لشکر کا حصہ بن کر اندرونی اضطراب اور تشویش کا سبب بنتی ہیں اور انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہیں اور اسے اس کے اصلی مقصد اور حقیقی معبود سے دور کر دیتی ہیں اور جہنم تک پہنچا دیتی ہیں[2]۔ اسی لئے انبیاء کرام نے کبھی بھی انسانوں کو اپنے وہم وخیال وغضب وشہوت کو بالکل ختم کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اپنی قوتوں کو عقل اور قانونی الٰہی کی پیروی کے ذریعہ کنٹرول کرنے کی دعوت دی ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ انسان جسم وجسمانیات کا مالک ہے اور جب تک اس میں مادی حیات پائی جاتی ہے تب تک اس کے جسمانی وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے لہٰذا ظاہری زہد اور رہبانیت کے ذریعہ ملکی قوتوں کو ختم کرنے سے منع کیا گیا ہے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ عالم ناسوت میں شہوت وغضب ووہم وخیال کے چنگل سے رہائی کے لئے اور ملکوتی کمال تک پہنچنے کے لئے اسے عقل اور شریعت کے ذریعہ کنٹرول اور پرورش کی دعوت دی گئی ہے۔ امام خمینیؒ انسان کی شناخت میں اس اعتدالی رویہ کے بارے میں تحریر

۱۔ صحیفہ امام، ص ۱۶۸۔ ۱۷۰

۲۔ ایضاً

فرماتے ہیں:

"انسان کے لئے شہوت ضروری ہے، فطری ہے لہٰذا انسان کو چاہئے کہ شہوت کو عمل میں لائے لیکن انسان کے وجود میں شہوت مطلق ہے۔ انبیاء کرام کا شادی یا نکاح کے لئے دعوت دینا در حقیقت شہوت کو قانونی بنانا اور اس کے مطلق دائرے کو محدود کرنا ہے ۔ مال کا لالچ انسان کی ذات میں مطلق طور پر موجود ہے اور یہ نہیں لکھا ہوا ہے کہ انسان کس طرح مال حاصل کرے۔اس مطلق کو شریعت نے قانون کے دائرہ میں لاکر اسے محدود کردیا۔"[۱]

انسان کے جامع وجود یعنی اس کے جسم وروح اور ان کے آپسی تعلق کو ذہن میں رکھتے ہوئے، حقیقی زہد کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ :شریعت کے نقطہ نظر سے زہد، انبیا کی تعلیمات اور عقلانیت کے ذریعہ انسانی قوتوں کی پرورش کرکے اور انہیں کنٹرول میں رکھ کر، ظہور پذیر ہوتا ہے اور انسان کو کمال تک پہنچا سکتا ہے بغیر اس کے کہ ان قوتوں کو ختم کیا جائے یا رہبانیت اور گوشہ نشینی اختیار کرنے کی دعوت دی جائے۔

فطرت کی صحیح شناخت کی بنیاد پر زہد کی وضاحت

فطرت کی شناخت: امام خمینیؒ نے زہد کی وضاحت کے لئے مسئلہ فطرت کو بھی پیش کیا ہے۔آپ کی نظر میں فطرت ایسی حالت یا ہیئت ہے جس پر خداوند عالم نے انسان کو خلق کیا ہے اور انسان کی خلقت کا خمیرہ اسی کے ساتھ تیار کیا ہے۔[۲]

امام خمینی نے فطرت کی تعریف کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے: "اصلی" اور "فرعی"۔ پہلی قسم میں ایجابی صورت میں کمال مطلق سے عشق اور دوسری قسم میں سلبی صورت میں عیب و نقص سے تنفر پایا جاتا ہے۔آپ کا ماننا ہے کہ خداوند عالم نے انسان کی تکوینی خلقت میں ان دونوں فطرتوں کا لحاظ رکھا

۱۔ اردبیلی، عبدالغنی، تقریرات فلسفہ امام خمینی (جلد ۳)، ص ۳۳۶-۳۳۸

۲۔ شرح چہل حدیث، ص ۱۸۰

ہے۔ایک کے ذریعہ انسان ماسوی اللہ سے رشتہ توڑے اور دوسری کے ذریعہ حق کے جمال جمیل تک پہنچے۔ انسان کے اندر جتنی فطرتیں پائی جاتی ہیں وہ سب ان دو فطرتوں کا نتیجہ ہیں اور ان کی بازگشت بھی انہیں دونوں کی طرف ہے۔ امام خمینیؒ انسان کی ایجابی فطرت یعنی کمال مطلق سے عشق کو تحصیل کمال کا محرک مانتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں:

> ”ہر انسان اپنی فطرت کے ذریعہ اس بات کا احساس کرتا ہے کہ اگر اس کا دل کسی چیز کی طرف مائل ہے اور اس سے بہتر چیز اس کو مل جاتی ہے تو اس کا دل پہلی والی چیز سے منصرف ہوجاتا ہے اور دوسری چیز کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے جو پہلے والی چیز سے زیادہ بہتر ہے یعنی ہم لوگ کمال مطلق کے عاشق ہیں۔کیا اس دنیا میں ایسا کوئی ہے جس میں کمال مطلق اور جمال مطلق پایا جاتا ہو، سوائے ذات اقدس باری تعالی کے؟“[1]

اسی لئے ”توحیدی فطرت“ فطرت کا سب سے اعلی مرتبہ ہے۔امام خمینیؒ ان حدیثوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن میں فطرت کو ”فطرت توحید“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔اس کی وضاحت یوں کی جائے کہ فطرت توحیدی کا مطلب ہے ذات، صفات و افعال میں اللہ تعالی کی وحدانیت کا اقرار اور ہر چیز کا اس کی طرف راجع ہونا اور ہر چیز کو اس کی ذات میں فنا کردینا جسے فطرت اصلیہ استقلالیہ کہتے ہیں اور غیر حق سے منہ موڑنے کو فطرت فرعی کہتے ہیں۔

اجمالی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام خمینیؒ کی نظر میں فطرت وہ حالت یا ہیئت ہے جسے اللہ نے انسانوں میں قرار دیا ہے لہٰذا ایک طرف اس میں کمال تک پہونچنے کا عشق پایا جاتا ہے اور دوسری طرف نقص وعیب سے اسے نفرت ہوتی ہے۔ اسی لئے کہیں بھی اگر کمال نظر آتا ہے تو اس کے کمتر درجہ سے انسان منہ موڑ لیتا ہے اور یہ کمالات کے درجے ہیں جو انسان کو تشکیک کی شکل میں کمال مطلق اور بے عیب ذات کی جانب لے جاتے ہیں۔یہ نفسانی حالت اپنے سب سے شریف مرتبے میں توحید ذات وصفات وافعال خداوند پر یقین اور اس کے غیر سے انقطاع کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

زہد اور فطرت: انسان کی فطرت کچھ یوں بنائی گئی ہے کہ اسے نقص سے کمال کی طرف لے جاتی ہے۔

۱۔ شرح چہل حدیث، ص ۱۸۱

امام خمینی فطرت کی اس تعریف کو بیان کرنے کے بعد زہد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"زہد نقص وعیب سے متنفر ہونے اور غیر حق سے دوری اختیار کرتے ہوئے حقیقی فطرت کی طرف پلٹنے کا نام ہے اور ان احکام فرعی میں سے ہے جسے اللہ نے انسانوں میں ودیعت فرمایا ہے"۔[1]

یہ کہا جاسکتا ہے کہ حقیقی زہد فطرت کو فعلیت کی منزل میں لانا ہے۔ دوسری طرف جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ امام خمینی زہد کو ایسا عمل مانتے ہیں جس کے دو پہلو ہوتے ہیں: جوانحی (باطنی یا قلبی) اور جوارحی (ظاہری یا عملی)۔ جس کا باطنی حصہ دنیا وما فیہا سے بے رغبتی کی صورت میں اور ظاہری حصہ عمل کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ فطرت کی اس تعریف کی بناپر فطرت زہد کو پرورش کرنے والی طاقت کہلاتی ہے نیز متعلق زہد بھی دنیااوز خارف دنیوی سے ماسوی اللہ تک پہنچ جاتا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ زہد فطرت فرعیہ کو منزل ظہور تک پہنچانے کا نام ہے لہٰذا زہد ایسا عمل ہے جو فطرت سے نکل کر اپنے آخری مرتبے یعنی غیر حق سے بالکل جدا ہو کر حق تک پہنچتا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ فطرت کمال مطلق سے محبت اور نقص وعیب سے نفرت کو بیان کرتی ہے اور زہد، ناقص یعنی ماسوی اللہ کو ترک کرنے اور کامل یعنی حق تک پہونچنے کو بیان کرتا ہے۔

ان سب کے علاوہ امام خمینی زہد کے مقابلے میں رغبت کو فطرت کے لئے حجاب مانتے ہیں کیونکہ جب فطرت پر غیر حق کی وجہ سے حجاب پڑ جاتا ہے تو وہ غلطی سے غیر حق کو اپنا محبوب تصور کرتی ہے اور اس سے وابستگی پیدا کر لیتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ملاقات پروردگار سے محروم ہو جاتی ہے۔ آپ آگے تحریر فرماتے ہیں:

"لہٰذا حقیقی زہد عقل ورحمان کے لشکروں میں سب سے بڑا لشکر ہے جس کی وجہ سے انسان عالم قدس وطہارت کی طرف پرواز کرتا ہے اور ساری دنیا سے رابطہ منقطع کر لیتا ہے اور اسے پروردگار کا حقیقی اتصال حاصل ہو جاتا ہے۔ جس طرح دنیا اور اس کے مظاہر کی طرف رغبت اور ان سے محبت، ابلیس اور جہالت کے لشکروں میں سب سے بڑا

۱۔ شرح حدیث جنود عقل وجہل، ص ۳۰۳

لشکر ہے اور یہ نفس کے لئے سب سے بڑا شکاری جال ہے کہ جس کی وجہ سے انسان مصیبت کے جال میں پھنس جاتا ہے اور راہ ہدایت سے گمراہ ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شجر ولایت کے ثمر تک پہونچنے سے محروم رہ جاتا ہے۔"[1]

پر واضح ہے کہ فطرت کی آواز کو سننے کے لئے حجابات اور پردوں کو ہٹانا پڑے گا اور نفس کی دستگیری کرکے اسے غیر اللہ سے جدا کرکے کمال مطلق تک پہنچانا پڑے گا۔ البتہ اس مرحلہ تک پہونچنے کے لئے شرعی ریاضتوں اور مشقتوں کی ضرورت ہے جو کہ خود زہد حقیقی کے مظاہر اولیہ میں شامل ہے۔ امام خمینی اپنے ایک عرفانی خط میں مرزا جواد ہمدانی کو خطاب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"اہل دل (عارف) کے نزدیک یہ واضح ہے کہ ایسے بلند و بالا مقام و مرتبے تک پہنچنا ممکن نہیں ہے مگر یہ کہ عقلی و روحی ریاضتوں کے ذریعہ انسان کی روح دنیا کی طبیعی غلاظتوں سے پاک و پاکیزہ ہو چکی ہو۔ اور اس مقصد تک پہنچا نہیں جاسکتا جب تک کہ انسان معارف الٰہی کے حصول کے لئے کوشش نہ کرے اور اسماء وآیات الٰہی پر خصوصی توجہ نہ کرے"۔[2]

لہٰذا فطرت کی تعریف کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ، زہد یعنی نقص وعیب کا ترک کرنا اور نقص کا سب سے عام مصداق ماسوی اللہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ زہد یعنی اس چیز سے نفرت کرنا جس چیز سے نفرت کرنے کو خداوند عالم نے فطرت کے نام پر اس کے وجود میں رکھا ہے لہٰذا غیر حق سے دوری اور قطع تعلق ایسا مشترک معنی ہے جو اس کے تمام مظاہر میں بصورت تشکیک صادق آتا ہے اور اس کا سب سے اعلیٰ واکمل مرحلہ یہ ہے کہ حق کی ذات میں انسان فنا ہو جائے اور ان تمام اضافات کو ختم کردے جو غیر حق سے منسوب ہیں یہاں تک کہ عارف جمال الٰہی میں محو ہونے اور اپنے وجود کی فقر و تنگ دستی کو مشاہدہ کرنے کے بعد مخلوقات کے درمیان رہے اور اپنے رحمانی وجود کے ذریعے ان کی ہدایت کے لئے کوشاں رہے۔

۱۔ شرح حدیث جنود عقل و جہل، ص ۳۰۳

۲۔ صحیفہ امام (جلد ۱)، ص ۹

زہد کے مختلف درجات: الٰہی دعوت کا بالذات اور بالاستقلال مقصد انسان کو طبیعی اور حیوانی وجود سے نکال کر الٰہی، ربانی اور روحانی وجود تک پہنچانا ہے اور تمام قلبی اور جوارحی اعمال اسی مقدس مقصد تک پہونچنے کے لئے ہیں لیکن یہ ذاتی اور استقلالی مقصد دو چیزوں پر منحصر ہے ایک "اقبال" یعنی خدا کی طرف توجہ کرنا اور دوسرے "اعراض وادبار" یعنی غیر خدا سے توجہ ہٹانا اور دوری اختیار کرنا لہٰذا اللہ کی جانب سے تمام پیغامات کا مقصد بھی اقبال و ادبار ہے اور اسی لئے اللہ تمام ظاہری و باطنی اعمال کی طرف جو دعوت دیتا ہے وہ اپنی طرف متوجہ کرنے اور ماسوی اللہ سے دوری اختیار کرنے کے لئے ہے۔

اس لحاظ سے حقیقی زہد کی منزلت اور ماسوی اللہ اور دنیا سے دوری اختیار کرنے کے بارے میں گفتگو کرتے وقت یہ بات ذہن میں رہے کہ زہد بذات خود اور مستقل طور پر کوئی انسانی کمال نہیں ہے بلکہ غیر حق سے دوری، جمال جمیل حق تک پہونچنے اور توحید و معرفت کے دریا میں غرق ہونے کا مقدمہ ہے جسے سلوک کی آخری منزل کہا جاتا ہے۔ دنیا میں زہد کے نتیجہ میں ہم ایمان کی حلاوت کو چکھ سکتے ہیں اور حقیقی زہد یہ ہے کہ انسان کا دل شک اور شرک سے خالی ہو جائے اور اللہ کے علاوہ اس میں کوئی دوسرا نہ ہو۔

نتیجہ کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ زہد ایک نفسانی صفت کے عنوان سے انسانی نفوس کے لئے ایک محرک اور مقصد ہے جو کمال کی جانب جانے والے مختلف مراتب کا صدر دروازہ سمجھا جاتا ہے۔ عوام کے نزدیک زہد کا مطلب ہے اخروی لذات کے حصول کے لئے یا اخروی عذاب سے بچنے کے لئے دنیا کو ترک کرنا جس کی وجہ انسان دنیا کے حصار سے فرار کرتا ہے اور آخرت کی طرف مائل ہوتا ہے، لیکن خواص کے نزدیک زہد یعنی طبیعی خواہشات سے دوری اختیار کرنا اور اپنے وجود کی روحانی اور عقلانی حقیقت کی طرف توجہ کرنا ہے اور زہد اخص خواص کے نزدیک جمال جمیل حق کا مشاہدہ کرنا اور اس کے علاوہ تمام چیزوں سے غافل ہو جانا ہے۔ امام خمینی زہد کے مراتب کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

> "زہد کا پہلا درجہ عوام کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا سے دوری اختیار کریں تاکہ جنت کی نعمتوں تک پہونچ سکیں اور یہ درجہ اصل میں کسبی ہے جو آخرت کے بعض درجات پر ایمان لانے کی وجہ سے ہے۔ اس درجہ کا مالک انسان شہوت کا اسیر ہے لیکن عقل کے حکم پر وہ ختم ہونے والی اور حقیر شہوت کو ترک کرتا ہے تاکہ ایسی لذت تک

رسائی حاصل ہوسکے جو باقی رہنے والی اور شریف لذتوں میں سے ہے، لہٰذا یہ شہوت کے لئے شہوت کا ترک کرنا ہے۔آخرت کے عذاب سے بچنے کے لئے دنیا سے دوری اختیار کرنے کو بھی اسی درجہ میں قرار دیا جاسکتا ہے۔

زہد کا دوسرا درجہ خاص لوگوں کے لئے ہے اور اس میں حیوانی خواہشات و تمایلات اور شہوانی لذتوں سے دوری اختیار کی جاتی ہے تاکہ عقلانی مقامات اور انسانی مراتب کو حاصل کیا جاسکے اور یہ درجہ آخرت کے بعض عالی مراتب کے بارے علم وایمان حاصل ہونے سے ملتا ہے لیکن یہ درجہ بھی اصحاب معرفت وایقان وارباب حقیقت وعرفان کے نزدیک غرض ہے چونکہ یہ اعراض ودوری لذت کے لئے ہے اگرچہ لذت روحانی ہے۔ اس میں انسان کا نفس شامل ہے اور یہ حقیقی زہد نہیں ہے بلکہ شہوت ولذت کا ترک کرنا ہے شہوت ولذت کے لئے۔

زہد کا تیسرا درجہ اخص خواص کے لئے ہے اور وہ یہ ہے کہ روحانی لذتوں اور عقلانی خواہشات کو جمال جمیل الٰہی کے مشاہدہ کی غرض سے اور معارف ربانی کے حقائق تک پہونچنے کے لئے، ترک کیا جائے اور یہ محبین واولیاء کے مقامات کا پہلا مقام ورتبہ ہے اور یہ زہد کے عالی درجات میں سے ہے۔ زہد حقیقی کی تعریف میں کہا جائے گا کہ غیر اللہ کو اللہ کے لئے ترک کردینا اور اس مقام پر پہنچنے کے بعد سالک کے لئے فنا کے مراتب میں سے پہلا مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے جسے لذتوں کا فنا کردینا اور اس کی طرف توجہ نہ کرنا کہا جاتا ہے۔اس مرحلہ کے بعد اولیاء کے دوسرے مقامات ہیں"۔[1]

زہد اور انسان کا اجتماعی ہونا: انسان کی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں: فردی اور اجتماعی۔انسان کی زندگی کا اجتماعی پہلو، زہد کو رہبانیت سے الگ کرتا ہے۔ دوسری جانب اگر ہم انسان کو صحیح طریقہ سے پہچان لیں گے تو معلوم ہوگا کہ ایک طرف تو انسان کو معاشرہ کی ضرورت ہے اور دوسری طرف معاشرہ کے تئیں اس کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے۔یہ موضوع عرفان کی وادی میں بھی موجود ہے اور اہل عرفان کا یہ ماننا ہے

۱۔ شرح حدیث جنود عقل وجہل، ص ۲۹۵۔۲۹۷

کہ وہی سلوک کامل ہے جس میں سالک حق کی وادی کی سیر کرنے کے بعد مخلوقات کے درمیان واپس آجائے اور شفقت ورحمت کے ساتھ لوگوں کی ہدایت کرے لہٰذا مخلوقات کی طرف توجہ کرنا اور دل سے انہیں محبت کی تلقین کرنا حقیقی زہد کے سب سے خوبصورت آثار میں سے ایک ہے یعنی مکمل طریقے سے مخلوقات سے قطع رابطہ کرکے حق کی طرف جانا اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں کے درمیان میں رہنا اور ان کی خدمت کرتے رہنا۔ رسول گرامی اسلامؐ بے مثال شفقت کے ساتھ ہمیشہ لوگوں کی ہدایت اور ان کی خدمت کے لئے کوشاں رہتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس بات کی ترغیب دلاتے رہتے تھے۔

تمام مخلوقات مخصوصاً انسانوں سے محبت کرنا اور وہ بھی دلی محبت کو رسول اکرمؐ اور ائمہ طاہرینؑ کی پیروی سے سیکھنا چاہئے اور اسے کمال کے مراتب کا ایک مرتبہ سمجھنا چاہئے کیونکہ جہاں ایک طرف تمام موجودات خداوند عالم کی رحمت رحمانیہ کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں اور اس کی برکات کا سلسلہ اسی کی عنایت کی وجہ سے مخلوقات کو عطا ہوتا ہے وہیں دوسری جانب خدا کے بندے کمال مطلق کی تلاش میں ہیں اور اس کے صفات کمالیہ کو حاصل کرنے کی جستجو میں ہیں تاکہ اس کا قرب حاصل ہوسکے اور اس رحمت رحمانیۂ خداوند عالم اس کے بندوں کے قلوب میں محقق ہونا اس کے بندوں کے لئے صفات کمالی کا جزء ہے۔

پیغمبر اسلامؐ انسانیت کے کمال پر فائز تھے اور تمام پردے اور حجابات آپ کے سامنے سے ہٹادئے گئے تھے جس سے آپ جمال جمیل حق کا مشاہدہ فرماتے تھے لیکن کمال کی ساری بلندیوں کو فتح کرنے کے باوجود آپ شوق ومحبت کے جذبہ کے ساتھ بندگان خدا کی ہدایت کے لئے کوشاں تھے تاکہ وہ لوگ بھی قرب الٰہی کی لذت کو محسوس کرسکیں۔ یہاں تک کہ قرآن کریم نے پیغمبر اکرمؐ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَـٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا۔ ترجمہ: تو کیا آپ شدّت افسوس سے ان کے پیچھے اپنی جان خطرہ میں ڈال دیں گے اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے۔[۱]

۱۔ سورہ کہف، آیت ۶

امام خمینی نے ہدایت کے بعد مخلوقات سے دوری اختیار کرنے کو کمال ناقص سمجھتے ہیں اور اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

> ”جو لوگ اس مقام تک یا اس سے مشابہ مقام تک پہونچے ہیں، وہ مخلوقات سے دوری اختیار نہیں کرتے بلکہ وہ اس بات پر مامور ہوتے ہیں کہ گمراہوں کو بھی ایسے جلوؤں سے آشنا کرائیں۔ اور وہ لوگ جو بعض مقامات تک رسائی حاصل کرنے کے بعد اور ایک گھونٹ پینے کے بعد اپنے سے بیگانہ ہوگئے اور مدہوشی کے عالم میں رہ گئے، وہ اگرچہ عظیم کمالات تک پہنچے ہیں لیکن کمال مطلوب تک نہیں پہنچ سکے......“۔[1]

لہٰذا ”صق“ یا جمال محبوب کے جذبے میں اپنا ہوش و حواس کھودینا، سیر و سلوک کا آدھا راستہ اور وسطی منزلوں میں سے ایک ہے اور اس کے اعلی مرتبہ تک پہنچنے کے لئے مخلوقات کے درمیان سے گذرنا ہوگا۔ جیسا کہ موسیٰ کلیم اللہ جلوہ حق کا مشاہدہ کرنے کی وجہ سے بیہوش ہوگئے اور اپنے سے بیگانہ ہوگئے اور مقام فنا تک پہونچ گئے (وخرّ موسیٰ صعقاً)[2] اور جب ہوش میں آئے تو لوگوں کی ہدایت پر مامور کئے گئے اور دیگر انبیاء عظام کے بارے میں بھی ایسا ہی تھا۔

فردی اور اجتماعی خودسازی کا آپسی تعلق

امام خمینی تہذیب نفس اور خود سازی کے بارے میں رسول اکرمؐ کی احادیث سے استفادہ کرتے

۱۔ صحیفہ امام (جلد ۱۶)، ص ۲۱۰

۲۔ وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَن تَرَانِي وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ۔ ترجمہ: تو اس کے بعد جب موسیٰ ہمارا وعدہ پورا کرنے کے لئے آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا تو انہوں نے کہا کہ پروردگار مجھے اپنا جلوہ دکھادے۔ ارشاد ہوا تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے ہو البتہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو پھر مجھے دیکھ سکتے ہو۔ اس کے بعد جب پہاڑ پر پروردگار کی تجلی ہوئی تو پہاڑ چور چور ہوگیا اور موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے۔ پھر جب انہیں ہوش آیا تو کہنے لگے کہ پروردگار تو پاک و پاکیزہ ہے میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔ (سورہ اعراف، آیت ۱۴۳)

ہوئے اسے "جہاد اکبر" کہتے ہیں اور اس کا جامع نگاہ سے مطالعہ کرتے ہیں۔آپ تہذیب نفس کو ایک طرف باطنی اور فردی مانتے ہیں، وہیں دوسری طرف اس باطنی آراستگی کو بیرونی آراستگی کا مقدمہ بتاتے ہیں اور بنیاد سمجھتے ہیں۔امام خمینی کا یہ ماننا ہے کہ بیرونی یا سماجی آراستگی اور اندرونی آراستگی کو ساتھ ساتھ ہونا چاہئے۔ جیسا کہ امیر المومنین علیؑ کی جامع شخصیت کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے زہد وعبادت اور میدان جنگ میں بہادری کو ایک جگہ پر جمع کرکے یہ بتادیا کہ معاشرے کو دونوں چیزوں کی ضرورت ہے۔ امام خمینی کا عقیدہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں کو ایک ساتھ ہونا چاہئے اور آپ بندوں کے لئے خدا کی جانب سے معین کئے گئے عبادت کے اثر کو قرب حق کے علاوہ علمی وسیاسی حدود تک مانتے ہیں۔[۱]

امام خمینی کی جامع نظر میں انبیاء کی بعثت کا مقصد انسانوں کو خود خواہی کی تاریکی نیز نفس اور دنیا کی اسیری سے نکال کر نورانیت اور خدا خواہی کی طرف لے جانا تھا۔ انبیاء کا مقصد انسانوں کو اندرونی تاریکیوں نیز معاشرہ کی تاریکیوں سے نجات دلانا ہے۔[۲] امام خمینی خواہش نفس اور خود خواہی کو تمام برائیوں کی جڑ مانتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ الٰہی تربیت کے ذریعہ ، خواہشات نفس ، اختلافات اور فسادات کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔[۳]

امام خمینی کی نظر میں حقیقی ایمان یہ ہے کہ انسان عقل ودلیل کے ذریعہ قبول کئے گئے مطالب کو اپنے دل کے ذریعہ درک اور محسوس کرے۔اس طرح سے کہ اللہ کو ہر جگہ حاضر و ناظر جانے اور اس کی عظمت کے سامنے معصیت وگناہ انجام نہ دے اور اس طرح اس کا وجود نورانی اور الٰہی ہو جائے جس کے بعد اس کا دل ، کان اور اس کی زبان نورانی اور الٰہی ہو جاتی ہے اور اس کے تمام افعال خدا کی خشنودی کے لئے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر انجام پاتے ہیں ، لہٰذا جو انسان اپنے آپ سے شروع کرتا ہے ،آہستہ آہستہ یہ خود سازی دوسروں کو راہ راست پر لانے اور اسی طرح معاشرے کی ہدایت کا مقدمہ قرار پاتی ہے۔[۴]

۱۔ صحیفہ امام (جلد ۱۹)، ص ۵۰

۲۔ایضاً، (جلد ۱۱)، ص ۳۸۱

۳۔ایضاً، ص ۳۸۲

۴۔ایضاً، ص ۳۸۰

امام خمینی سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر تاکید کرتے تھے اور کبھی بھی معنوی سیر و سلوک اور راہ حق پر چلنے کو معاشرہ سے دوری اختیار کرنے سے مشروط نہیں کرتے تھے۔امام خمینی یاد خدا اور سماجی سرگرمیوں میں مشغول رہنے کو ایک دوسرے کے منافی نہیں سمجھتے تھے لیکن سماجی سرگرمیوں کو تبھی اہمیت دیتے تھے جب وہ یاد خدا کے ساتھ اور خدمت خلق کے جذبہ سے انجام پائی ہوں۔

اس جانب بھی توجہ ضروری ہے کہ امام خمینی کی نظر میں انبیائے کرام کی تمام سعی و کوشش حتی کہ سماجی جد و جہد کا اصلی مقصد حکومت کرنا نہیں تھا بلکہ ظالموں سے جنگ وجدال کا مقصد یہ تھا کہ معاشرہ میں سکون وآرام پیدا ہو اور اس کے نتیجے میں معرفت حق اور سیر وسلوک الٰہی کا راستہ ہموار ہو جو کہ انبیائے کرام کا بنیادی مقصد تھا[۱]۔ اللہ تعالی کی ذات پر ایمان رکھنے سے نفس کا بت ٹوٹتا ہے اور فضائل وکمالات حاصل ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں معاشرے سے فسق وفجور ختم ہو جاتا ہے۔

نتیجہ:

زہد کے دو پہلو ہیں، باطنی اور ظاہری اور اس کا باطنی پہلو اس کے ظاہری پہلو کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا ومظاہر دنیا سے باطنی بے رغبتی اور بے توجہی کی وجہ سے انسان کا عمل ہمیشہ دنیا سے دوری کا مظہر ہوتا ہے۔

دنیا اور زہد: امام خمینی کی نظر میں دنیا چونکہ مکان عمل اور زراعت کی جگہ ہے جس کا ثمر آخرت کے لئے ہے لہٰذا اس کی بڑی اہمیت ہے اور اسے صراط آخرت کا ظاہری مظہر سمجھا جاتا ہے لیکن دنیا کے مقدرات و مقررات اگر انسان کو حق سے دور کرکے اپنے آپ میں مشغول کردیں تو یہ انسان کے کمال کے راستے کا حجاب اور رکاوٹ ہے۔امام خمینی نے دنیا کی تعریف میں فرمایا:

"دنیا اسے کہتے ہیں جو انسان کو حق سے دور کرکے اپنے آپ میں مشغول کرلے"۔

۱۔ صحیفہ امام (جلد ۱۹)، ص ۵۹ و ۴۳۸

امام خمینی دنیا کی اس محبت کو مذموم مانتے ہیں جو حب نفس یا غیر خدا کی محبت کا نتیجہ ہو اور اس مذموم سے محبت کو تمام گناہوں کا سرچشمہ سمجھتے ہیں ورنہ اگر دنیا سے محبت خدا سے محبت کی وجہ سے ہو تو یہ کمال کا سبب اور قابل تعریف ہے۔ زہد کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ:

"زہد یعنی ہر اس چیز سے دوری اختیار کرنا اور اس سے رغبت نہ رکھنا جو انسان کو حق سے دور اور اپنے آپ میں مشغول کرلے اور یہ مشغولیت بھی ایسی ہو کہ غیر خدا کی محبت انسان کو حق سے منحرف کردے اور اسے اپنی جانب کھینچ لے"۔

انسانی وجود کے دو پہلو ہوتے ہیں اور ولادت کے وقت ہی سے اس کی ملکی حیثیت سے اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ دوسری طرف اپنی روحانی حیثیت کو نظر میں رکھتے ہوئے وہ مسلسل کمال مطلق تک پہونچنے کے لئے تلاش و کوشش کرتا رہتا ہے۔ انسان کے ان دونوں پہلوؤں کو نگاہ میں رکھتے ہوئے، مستحسن زہد کا معنی ہے عقل اور تعالیم انبیاء کی بنیاد پر انسانی قوتوں کی پرورش اور انہیں کنٹرول میں رکھنا جس کا نتیجہ شریعت میں ظاہر ہو اور انسانوں کو اپنے روحانی کمال تک پہنچادے اور اسے رہبانیت یا قوتوں کی نابودی سے بھی محفوظ رکھے تاکہ اپنی طبعیت سے محروم بھی نہ ہو۔

زہد اور فطرت: امام خمینی کی نظر میں فطرت اس حالت کو کہتے ہیں جسے اللہ نے انسان کی ذات میں قرار دیا ہے اس بنا پر وہ کمال سے عشق اور نقص سے نفرت کرتا ہے اور توحید ذات وصفات وافعال خداوند پر یقین رکھتا ہے اور یہ غیر اللہ سے منقطع ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

لہٰذا فطری زہد یعنی ایسا عمل جو فطرت کا نتیجہ ہے اور جس کے آخری مرحلے میں سالک غیر حق سے مکمل طور پر منقطع اور حق سے متصل ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فطرت نقص و عیب سے نفرت اور کمال مطلق سے محبت کرتی ہے اور زہد کا مطلب بھی ناقص کو ترک کرنا یعنی ماسوی اللہ سے دوری اور حق کی جانب جانا ہے۔ عقلی اور روحی ریاضتیں اور شریعت کا پابند ہونا یہ سب اس کے مظاہر اور مقدمات میں سے ہیں اور فطرت پر پڑی گرد و غبار کو دور کرنے سے انسان اپنے ذاتی فقر و احتیاج کو اور اسی طرح غنی مطلق کی محبت کی ضرورت کو سمجھتا ہے اور حب الٰہی کے ذریعہ اس کی مخلوقات سے محبت کرتا ہے، لہٰذا زہد کا حقیقی معنی و مفہوم یہ ہے کہ انسان غیر حق سے منقطع اور حق سے متصل ہو جائے۔

زہد کے مراتب: عوام کی نظر میں زہد، آخرت کی لذتوں کے حصول یا آخرت کے عذاب سے رہائی کے لئے دنیا کو ترک کرنے کا نام ہے۔ خواص کے نزدیک اپنے روحانی وعقلانی حقیقت پر توجہ کرنے کی وجہ سے طبیعی خواہشات سے دوری اختیار کرنے کا نام زہد ہے۔ اخص خواص کے نزدیک زہد جمال جمیل حق کا مشاہدہ کرنے اور اس کے علاوہ تمام چیزوں سے غافل ہونے کا نام ہے۔

معاشرہ اور زہد: انسان کے فردی پہلو کے ساتھ ساتھ اس کے اجتماعی پہلو پر نظر کرنے سے زہد اور رہبانیت ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔ اگر ہم کو انسان کی صحیح معرفت ہوگی تو معلوم ہوگا کہ انسان کی کچھ اجتماعی ضرورتیں ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ معاشرہ کے تئیں اس پر کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں۔ اور فردی خود سازی اجتماع کی اصلاح و ہدایت کا مقدمہ ہے اور یہ مسئلہ عرفان میں بھی مذکور ہے اور اہل عرفان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ایسا سلوک مکمل ہے جس میں حق کے راستے کی سیر کرنے کے بعد سالک مخلوقات کے درمیان واپس آجائے اور شفقت ورحمت کے ساتھ ان کی ہدایت میں مشغول ہوجائے۔

منابع و مآخذ

- ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴
- اردبیلی، عبدالغنی،، تقریرات فلسفہ امام خمینی، مؤسسہ تنظیم ونشریات آثار امام خمینی، تہران، ۱۳۸۱
- جوہری، اسماعیل بن حماد، صحاح اللغۃ، بہ تصحیح شیخ جعفر، تبریز، ۱۲۷۰
- الحر العاملی، محمد بن الحسن، وسائل الشیعہ، احیاء التراث العربی، بیروت
- خمینی، روح اللہ، صحیفہ امام: مجموعہ سخنرانی ھا، پیام ھا، مصاحبہ ھا، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام تہران، ۱۳۷۸
- خمینی، روح اللہ، شرح حدیث جنود عقل وجہل، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، تہران، ۱۳۸۵
- زنوزی، ملا عبداللہ، انوار جلیلہ (قلمی نسخہ)
- صدرالدین شیرازی، محمد بن ابراہیم، الحکمہ المتعالیہ فی الاسفار العقلیہ الاربعہ، نشر مکتبہ المصطفوی، قم، ۱۳۶۸
- فیروزآبادی، محمد بن یعقوب، القاموس اللغۃ، تصحیح محمد محمود، دار الفکر، بیروت، ۱۳۹۸

❖ فیض کاشانی، محمد بن شاہ (مولا محسن)، علم الیقین فی اصول الدین، بہ اہتمام محسن بیدار فر، قم،۱۳۵۸

❖ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، باترجمہ وشرح سید جواد مصطفوی، علمیہ اسلامیہ، تہران

❖ مجلسی، محمد تقی،، بحار الانوار، موسسہ الوفاء، بیروت، ۱۴۰۴